مسئلہ ولی عہدی امیر یزید

مولانا محمد ادریس ہاشمی

اگر خلافت کے لیے اپنے بعد بیٹے کی نامزدگی خلاف اسلام ہوتی۔ نہ صحابہ عمرؓ کو یہ مشورہ دیتے۔ اور نہ ہی حضرت علیؓ کے ہمراہی۔ پھر ان دونوں بزرگوں کے جواب بھی اس مسئلہ کو مزید واضح کر دیتے ہیں سیدنا عمر فاروق یا سیدنا علی نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ میرے ساتھیو! یہ تم کیا مشورہ دے رہے ہو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ نامزدگی اور اپنے بیٹے کی نامزدگی اسلام میں جائز نہیں ہے۔ یہ حرام ہے۔ بلکہ حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ میرا بیٹا عبداللہ تو صوفی آدمی ہے حکومت اس کے بس کا روگ نہیں اور حضرت علی کا یہ فرمانا کہ میں نہ تمہیں ان کی بیعت سے روکتا ہوں اور نہ حکم دیتا ہوں۔ تم حالات کو زیادہ بہتر جانتے ہو۔ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ ان کی نظر میں بھی باپ کے بعد خلافت پر بیٹے کے آ جانے سے خلافت بادشاہت یا ملوکیت میں نہیں بدل جاتی ہے۔

حضرت علیؓ کے بارے میں تاریخ سے یہ بھی ملتا ہے کہ انہوں نے حضرت حسنؓ کو نامزد کر دیا تھا۔ اور جن لوگوں نے امیر یزیدؒ کی نامزدگی کو بہانہ بن کر سیدنا امیر معاویہؓ پر زبان طعن دراز کی ہے۔ ان کی اپنی کتب میں حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت حسنؓ کی نامزدگی کا تذکرہ صاف صاف ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"یہ وصیت نامہ اس باپ کی طرف سے ہے۔ جو فنا کے قریب ہے اور سختی ہائے زمانہ کا معترف ہے۔ جو زندگی کو پشت دکھانے والا ہے۔ جو حوادث روزگار کے سامنے سپر انداز ہے۔ دنیا کی مذمت کرنے والا ہے۔ اور شہر خموشاں میں جا بسنے والا ہے۔ اس کا نقارہ کوچ بجنے والا ہے۔

یہ وصیت اس بیٹے کے لئے ہے جو نہ حاصل ہونے والی آرزو کا خواہاں ہے۔ اور ہلاک شدگان کے راستے پر چلنے والا ہے۔ بیماریوں کا ہدف ہے۔ رہین ستم ہائے روزگار۔ مصائب کی آماجگاہ ہے۔ بندہ دنیا اور فریب کا سوداگر ہے۔ گرفتار آرزوہا۔ اسیر موت اور تفکرات کا ساتھی ہے۔ حزن و ملال سے متصل۔ آفتوں کا نشانہ اور خواہشات کا پچھاڑا ہوا ہے۔ او مرنے والوں کا جانشین ہے"۔

ترجمہ و شرح نہج البلاغہ ص ۹۰۴۔ ۹۰۷

ملا باقر مجلسی گواہ ہے:۔

ملا باقر مجلسی اپنی مشہور تصنیف جلاء العیون میں رقم طراز ہے۔

ہنگام وفات امیر المومنین شد۔ امام حسنؓ را باسائر فرزند و شیعیان خود را طلبید۔ و امام حسنؓ را وصی و خلیفہ خود گردانید۔

ترجمہ:۔ جب امیرؓ المومنین کا وقت وفات آیا' تو امام حسنؓ کو اپنے تمام فرزندوں اور شیعوں سمیت

طلب کیا۔ اور امام حسن کو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کیا۔ (جلاء العیون ملا باقر مجلسی ص ۲۵۰ ۔ مطبوعہ تہران)

اب تک کی گفتگو سے بات واضح طور پر سامنے آگئی ہے کہ اسلام میں انتخاب خلیفہ کی ایک صورت نامزدگی بھی جائز ہے اور سیدنا صدیق اکبرؓ کے زمانہ سے ہی یہ ایک اجماعی مسئلہ رہا ہے۔ اسی طرح سیدنا عمر فاروق کو اور پھر سیدنا علی کو صحابہ کرام و شیعان علی کا حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت حسن کی نامزدگی کا مطالبہ کرنا بھی اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ سب کا باپ کے بیٹے کی نامزدگی پر اجماع ہے۔ اور حضرت علی کے بعد حضرت حسن کا خلافت پر آنا بھی ایک اجماعی مسئلہ تسلیم ہوا۔ اور حضرت حسن کا نامزد کیا جانا شیعان علی کے ہاں بھی تسلیم شدہ بات ہے۔

خلیفہ راشد ہادی و مہدی سیدنا امیر معاویہؓ نے اپنے بعد صحابہ کرام کے مشورے سے یزیدؒ کو نامزد کرتے وقت انہی مثالوں کو سامنے رکھا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے امیر یزیدؒ کی ولی عہدی کو پوری اسلامی ریاست میں رائے شماری کے بعد پختہ کر دیا۔

۵۱ ھ میں والئی کوفہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بارگاہ خلافت میں دمشق حاضر ہوتے ہیں۔ اور کبر سنی کی وجہ سے مستعفی ہونے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی امیر المومنین امیر معاویہؓ کو اپنی زندگی میں اپنا ولی عہد نامزد کرنے کی تجویز پیش فرماتے ہیں۔ انہوں نے اس خدشہ کا اظہار بھی فرمایا کہ اگر آپ نے اپنی زندگی میں امر خلافت کا فیصلہ نہ کیا۔ تو اہل کوفہ کوئی فتنہ برپا کر دیں۔ اپنی طرف سے انہوں نے امیر یزیدؒ کا نام تجویز کیا۔ خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہؓ نے معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر کسی فوری رد عمل کا اظہار نہ فرمایا۔

انہوں نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو کام کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ نے واپس جا کر باقاعدہ اشراف کوفہ کا وفد بھیج کر ولی عہدی کی تجویز کو دہرایا۔ سیدنا امیر معاویہؓ نے اس معاملہ میں دوسرے صوبہ جات کے والیوں سے آراء طلب فرمائیں۔ اس عمل میں پورے پانچ سال گزر جاتے ہیں۔ اور جب امت کی اکثریت نے اس کی تائید کی تو پھر انہوں نے امیر یزید رحمتہ اللہ کو ولی عہد نامزد فرمایا۔ ملاحظہ ہو

وفی سنتہ تسع و خمسین وفد علی معاویہؓ و فد الامصار من العراق وغیرھا۔ لکان ممن وفد من اھل العراق۔ الا حنف بن قیس فی آخرین من وجوہ الناس۔

ترجمہ:۔ اور ۵۹ ھ میں حضرت امیر معاویہؓ کے پاس عراق اور مختلف شہروں سے وفود آئے۔ اور جو لوگ عراق سے آئے تھے۔ اس میں دوسروں کے علاوہ حضرت احنف بن قیس بھی تھے۔

مروج الذھب نمبر ۳ ۔ ص ۳۶

یہاں مسعودی کو غلطی لگی ہے۔ ۵۹ ھ نہیں بلکہ ۵۶ ھ ہے۔ طبری وغیرہ نے یہی لکھا ہے۔ ۵۶ ھ

کے واقعات بیان کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے ملاحظہ ہو۔

وفیها دعا معاویه الناس الی بیعته ابنه یزید من بعده جعله ولی العهد۔

ترجمہ:۔ اور اس سال ۵۶ ھ میں حضرت امیر معاویہؓ نے لوگوں سے اپنے بیٹے یزیدؒ کے لئے خلافت کی بیعت لی اور انھیں ولی عہد بنایا۔ طبری ج ۶ ص ۱۶۸

وشرع معاویہؓ فی نظم ذالک والدعا الیه وعقد البیعته لولده یزید وکتب الی الآفاق بذالک۔ متابع له الناس فی سائر الا قالیم۔

ترجمہ:۔ اور حضرت معاویہؓ نے ولی عہدی کی بیعت کے لئے اور لوگوں کو اس طرف دعوت دینے کے لئے اقدامات شروع کئے۔ اور اپنے بیٹے یزیدؒ کے لئے بیعت ولی عہدی لی۔ اور مختلف صوبوں کو اس بارے میں لکھا۔ پس تمام صوبوں میں لوگوں نے بیعت ولی عہدی کر لی۔ البدایہ والنھایہ ج ۸ ص ۷۹

خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہؓ نے صحابہ کے مشورہ سے تمام صوبہ جات میں رائے طلبی کے بعد امت کی فلاح و بہبود کے لئے امیر یزید کو نامزد فرمایا۔ تکمیل و لیعھدی کے وقت جو دعا سیدنا امیر معاویہؓ نے فرمائی وہ ان کی نیک دلی کی مظہر ہے۔ اس سے اس امر کا پتہ چلتا ہے۔ کہ ان کا یہ اقدام محض شفقت پدری یا خلافت کو وراثت بنانے کے لئے نہ تھا۔ ملاحظہ ہو۔

اللهم ان کنت تعلم انی ولیته لا نه فیما اراه اهل لذالک فاتممه له ما ولیته۔ و ان کنت ولیته لانی احبه فلا تمم له ما و لیته۔

ترجمہ :۔ اے اللہ تو جانتا ہے۔ اگر میں نے یزید کو اس لئے ولی عہد بنایا ہے کہ وہ اس کا اھل ہے تو اس ولی عہدی کے کام کو پورا فرما۔ اور اگر میں نے اس کی محبت کی وجہ سے ولی عہد مقرر کیا ہے۔ تو اس کو پورا نہ فرمانا۔

البدایہ والنھایہ ب ۸ ص ۷۹

سبائیوں اور ان کے ہم نوا مورخوں نے اس باب میں جو بے سروپا باتیں لکھی ہیں وہ سب غلط ہیں۔ خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہؓ اور ان کے رفقاء حضرات صحابہ کرامؓ و تابعین عظام ان سے بالاتر ہیں۔ علاوہ ازیں اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ

الصحابه کلهم عدول

جملہ صحابہ کرام عادل ہیں۔ پھر اس کے بعد سیدنا امیر معاویہؓ اور ان کے رفقاء کو بدنیتی اور خلاف اسلام فعل کا مرتکب قرار دینا کیا اس اصول کی نفی نہیں ہے؟ یہ کیسے ممکن تھا کہ اصحاب رسول سیدنا امیر معاویہؓ سے خوف زدہ ہو کر ان کے بیٹے یزیدؒ (جس کے بارے میں عبداللہ ابن سبا کے رفقاء و پیروکاروں نے بے سروپا اور لغو الزام لگائے ہیں) کی بیعت کر سکتے تھے۔ اس طرح جو نقشہ حضرات

صحابہ کے ایمان کے بارے ہمارے سامنے آتا ہے وہ انتہائی قابل افسوس ہے۔ کم از کم صحیح فکر کا کوئی اہل سنت تو اسے کبھی تسلیم نہیں کر سکتا۔

سیدنا امیر معاویہؓ نے اپنے بعد جس بیٹے کو ولی عہد نامزد فرمایا تھا اور جس میں انھیں پوری امت مسلمہ کی تائید حاصل تھی۔ وہ بیٹا اس کام کا اہل تھا۔ وہ نہ صرف مجاہد بن کر جہادی خدمات انجام دیتا رہا۔ بلکہ وہ امیر المجاہدین بھی تھا۔ وہ نہ صرف متعدد بار حج کر چکا تھا۔ بلکہ وہ امیر الحجاج بن کر صحابہ و تابعین کرام کو حج کرواتا رہا۔ وہ بیٹا نہ صرف نمازی تھا بلکہ صحابہ و تابعین کا امام الصلوۃ بن کر انھیں نمازیں پڑھاتا رہا۔ وہ جو سید ابو ایوبؓ انصاری' میزبان رسولؐ کا وصی تھا۔ اور جس نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ وہ بہترین خطیب تھا۔ وہ جو ملکی معاملات میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت و مثال کی پیروی کا آرزو مند تھا۔

ایک غلط فہمی

جب بھی امیر یزیدؒ کی خلافت یا ولی عہدی کا معاملہ زیر بحث آتا ہے۔ تو کچھ لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ مسئلہ ولیعہدی کو درست تسلیم کرنے والے اور امیر المومنین یزیدؒ کو مسلمانوں کا ساتواں امام و خلیفہ تسلیم کرنے والے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں امیر یزیدؒ کو بہتر سمجھتے ہیں۔ یہ بات سراسر غلط فہمی یا پھر بدنیتی پر مبنی ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ صغار صحابہؓ میں شامل ہیں۔ وفات نبویؐ کے وقت ان کی عمر مبارک زیادہ سے زیادہ دو تین سال ہے۔ مگر چونکہ آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ اس وجہ سے آپ ان تمام اعزازات کے حامل ہیں جو حضور کو دیکھنے سے کسی بھی مسلمان کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس امیر یزیدؒ تابعی ہیں۔ ان کی پیدائش ۲۰ھ کے قریب دور فاروقی میں ہوئی۔ ایک صحابی کو ایک تابعی پر جو درجہ اور فضیلت حاصل ہے۔ وہ فوقیت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو امیر یزیدؒ پر حاصل ہے۔ اور یہ بات خود رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں انتظامی اور قائدانہ صلاحیتوں کی بنا پر تقویٰ و پرہیز گاری سے قطع نظر افضل کو نظرانداز کر کے کم درجہ والے السابقون الاولون کو چھوڑ کر نئے اسلام میں داخل ہونے والوں کو گورنر و والی بنایا تھا۔ اسی طرح ملکی مصالح کو مدنظر رکھتے ہوئے صحابہؓ کرام کے مشورہ اور تجویز کے مطابق امیر معاویہؓ نے اپنے لائق بیٹے یزیدؒ کو مقام و مرتبہ میں بوجہ صحابی ہونے کے حضرت حسینؓ سے کم تر درجہ کا مالک تھا ولی عہد نامزد کر دیا۔ ان کا یہ اقدام عین اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کے مطابق تھا۔

اگر امیر معاویہؓ اپنی زندگی میں ولی عہدی کے معاملے کو طے نہ کر جاتے۔ تو اس بات کا خطرہ موجود تھا کہ آپ کے انتقال کے بعد وہ عناصر جنہوں نے اس سے قبل جنگ جمل اور جنگ صفین بھڑکا

کر خون مسلم کو ارزاں کیا تھا۔ وہ پھر سرگرم عمل ہو کر مسلمانوں کو کسی نئی خانہ جنگی میں مبتلا نہ کر دیں۔ اور یہ بات اب تاریخ کے صفحات پر آچکی ہے کہ جب حضرت حسنؓ نے سید معاویہؓ سے صلح کر کے امر خلافت ان کے سپرد کر دیا۔ تو اس وقت کوفی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انھیں اپنی حمایت و امداد کا یقین دلا کر خلافت کے لئے میدان میں نکلنے کا کہا۔ مگر آپ نے ان کی باتوں پر عمل کر کے خلافت کے لئے نکلنے سے انکار کر دیا۔ ایک قدیم شیعہ مورخ کی زبانی ملاحظہ ہو۔

"اب صلح ہو گئی ہے۔ اور بیعت کر لی گئی ہے۔ اس لئے ہمیں اس وقت تک انتظار کرنا چاہیے جب تک یہ شخص موجود ہے۔ (امیرالمومنین امیر معاویہؓ) جب یہ مرجائے گا تو ہم بھی دیکھیں گے۔ تم بھی دیکھنا۔

(مقتل ابی مخنف اردو ص ۴۷)

اسی طرح سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر کوفیوں نے جو تعزیت نامے سیدنا حسینؓ کو لکھے۔ ان میں بھی انھیں خلافت کے بارے میں ترغیب دلائی گئی تھی۔ ابی مخنف شیعہ کی زبانی سنئے۔

"ہم آپ کے شیعہ آپ کی مصیبت میں برابر کے غم خوار ہیں۔ ہم آپ کے رنج سے رنجور ہوتے ہیں اور آپ کی مسرت پر مسرور۔ ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔ خدا آپ کا سینہ کھول دے۔ آپ کی شان بلند کرے۔ آپ کی قدر بڑھائے۔ اور آپ کو آپ کا حق دلائے۔"

(مقتل ابی مخنف ص ۴۹)

علاوہ ازیں گورنر کوفہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ ان کوفیوں کی شرپسند فطرت سے آگاہ تھے۔ اس لئے انھوں نے امت کی فلاح و خیر خواہی کے لئے ولی عہد نامزد کرنے کا مشورہ دیا۔ جس پر سیدنا امیر معاویہؓ نے ایک عظیم الشان رائے شماری کے بعد عمل کیا۔ جس سے یہ معاملہ امت کا اجماعی معاملہ و متفقہ فیصلہ بن گیا۔ چنانچہ جب سیدنا حسینؓ کوفیوں کی سازش کا شکار ہو کر مکہ سے کوفہ روانہ ہوئے۔ تو نہ صرف امت نے آپ کا ساتھ نہ دیا بلکہ اکابر صحابہؓ نے واضح الفاظ میں خلافت قائمہ کے خلاف خروج سے منع کیا۔ جیسا کہ صاحبان علم پر مخفی نہ ہے۔ اس طویل مضمون کو ختم کرنے سے پہلے دو حوالے نظر قارئین کرنا مناسب رہے گا۔ جن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل کو ترک کر کے کمتر کو عہدہ و ولایت پر مامور فرمایا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

(1) نبی اکرمؐ نے حضرت یزید بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو تیماء کا والی بنایا۔ جبکہ آپ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے تھے۔ اور مقام و مرتبہ کے اعتبار سے آپ سے زیادہ بزرگ موجود تھے۔

(تاریخ اسلام۔ ص ۹۸ شاہ معین الدین ندوی)

(2) صخر بن حرب بن امیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف الاموی ابو سفیان والد معاویۃ و اخواتہ..... و ذکر ابن اسحاق ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی الی منات بقدید فہد مہا۔ وقال

العسکری ولاہ نجران و صدقات الطائف۔

ترجمہ:۔ صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف اموی ابو سفیانؓ۔ معاویہؓ اور ان کے بھائیوں کے والد...... ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سفیانؓ کو کلہاڑا دے کر مناف بت کی طرف بھیجا۔ پس سیدنا ابو سفیانؓ نے اسے منہدم کر دیا۔ اور عسکری نے بیان کیا کہ حضور نے اسے (ابو سفیانؓ) علاقہ نجران اور طائف کے صدقات پر عامل مقرر فرمایا تھا۔

تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۴۱۲

خلاصہ ان ساری معروضات کا یہ ہے کہ اسلام میں انتخاب خلیفہ کی متعدد صورتوں میں سے ایک صورت نامزدگی بھی بالکل جائز اور متفقہ امر ہے۔ اسی طرح باپ کے بعد بیٹے کی نامزدگی بھی بالکل جائز ہے۔ اسی لئے صحابہؓ کرام نے حضرت عمرؓ سے شیعان علیؓ نے حضرت علیؓ سے اپنے بیٹوں کی نامزدگی کی سفارش کی اور حضرت علیؓ نے اپنے بعد اپنے بیٹے حضرت حسنؓ کو نامزد فرمایا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

سیدنا امیر معاویہؓ نے اپنے بعد اپنے بیٹے کو نامزد کر کے کوئی خلاف اسلام اور انوکھا کام نہیں کیا۔ اہل سنت حضرات و علماء کرام کو اس معاملہ میں سبائیوں کی تائید نہیں کرنی چاہیے۔

وما توفیقی الا باللہ و ما علینا الا البلاغ

پاکستان کے لاکھوں صحافیوں کا ترجمان ' صحافت کے طالب علموں ' اساتذہ ' دانشوروں اور گھر میں بیٹھ کر صحافت سیکھنے والوں کے لئے ملک کا پہلا قومی جریدہ

اسلامی صحافت شائع ہو گیا ہے

آزاد کشمیر اور شمالی علاقوں سمیت ملک بھر کے
تمام چھوٹے بڑے شہروں دیہات و قصبات سے نمائندوں اور
نیوز ایجنٹوں کی ضرورت ہے
تعلیم یافتہ بیروزگار نوجوانوں کے لئے آمدن کے خصوصی مواقع
مکمل کوائف و تفصیلات کے ساتھ رابطہ کریں

سرکولیشن منیجر 59۔ ای سرکلر روڈ راولپنڈی فون:۔ 556806
پوسٹل ایڈریس ۔ پی او بکس 1430 راولپنڈی